21-7-2020

Name - Jani Rashid
Asst. Professor (Urdu) R N COLLEGE HAJIPUR, BRABU, MUZAFFARPUR

موضوع - روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے - علامہ اقبال

BA (H) - Part II

Scanned with CamScanner

روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

یہ نظم اقبال کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے ۔ اس میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ انسان اور کائنات میں ایک حیرت انگیز مطابقت اور موافقت پائی جاتی ہے ۔ مثلاً اگر ~~[illegible]~~ اللہ نے انسان کو دیکھنے کی صلاحیت سے نوازہ ہے تو دنیا میں روشنی بھی بکھیری ہے ۔

اقبال نے روحِ ارضی کی زبان سے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ دنیا میں انسان کی مخفی استعدادوں کے بروئے کار آنے کے لئے ایک وسیع دنیا آباد ہے ۔

روحِ ارضی انسان سے کہتی ہے کہ تو اشرف المخلوقات ہے للہذا فرض ہے کہ تو جلوہ ہائے فطرت کا مشاہدہ کرے اور اللہ کی ہستی کا یقین کامل اختیار کرے ۔

' ایام جدائی کے ستم ' سے اقبال کی مراد ہے کہ انسان کا اصل مسکن عالم بالا ہوتا ہے اس عالم میں وہ بطور مسافر ایک مدت معینہ کے لئے آتا ہے لہذا اس کا مقصدِ حیات یہ ہونا چاہئے

کہ وہ اپنے جدوجہد سے خودی کو مرتبہ کمال تک پہنچا دے۔

اے انسان! دنیا کی تمام شے، یہ ساری کائنات، چاند، سورج، ستارے، پہاڑ، جنگل، سمندر و خشکی تیرے خادم و فرمانبردار ہیں۔ اللہ نے اسے تیری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے پس تیری ذمہ داری ہے کہ تو اللہ کی نشیب و فراز سے واقف ہو، اس پر وقوف حاصل کرے اور اسکی حکمرانی حاصل کرے۔

اے انسان! اللہ نے تجھے وہ طاقت و قوت عطا کی ہے کہ تو دنیا کو اپنے اشارے پر نچا سکتا ہے۔ اس کائنات پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت قائم کر سکتا ہے۔

غیر محدود تخیل (فکر) اور آزاد فلک رس (ذکر) یعنی اگر انسان فکر اور ذکر سے کام لے جسے شاعر تعمیر خودی سے تعبیر کرتا ہے تو ساری کائنات اس کے زیر نگیں ہو سکتی ہے۔

اے انسان! تیرے اندر اللہ نے محبت کی جو آگ روشن جلائی ہے اس کی ایک ایک چنگاری خورشید جہاں تاب سے

زیادہ منور اور درخشاں ہے۔ اللہ نے تجھ میں ایجاد و اختراع کی
اہلیت صلاحیت پیدا کی ہے کہ تو اپنی کوشش سے ایک نئی دنیا پیدا کر
سکتا ہے۔

اے انسان! اللہ نے تجھ میں وہ خوبیاں ودیعت کر دی ہیں کہ تو اپنی
سعی پیہم سے اس دنیا کو رشکِ فردوس بنا سکتا ہے۔

'خونِ جگر' اقبال کی پسندیدہ اصطلاح ہے۔ اس سے شاعر کی مراد
جدوجہد، حسنِ عمل یا جذبۂ جہاد ہے۔

اے انسان! اپنی حقیقت سے آگاہی پیدا کر تاکہ تو اپنے مقام
کو پہچان سکے۔ اللہ نے تجھے جوہرِ پاکیزہ سے تیار کیا ہے محبت
تیرے روم روم میں سمائی ہوئی ہے۔ تجھ میں وہ صلاحیت ہے
کہ تو اسرارِ عشق سے آگاہ ہو سکتا ہے اور محبتِ رسول کی
بازیابی سے اللہ کا محبوب بن سکتا ہے۔ مثلاً ان کا یہ شعر

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

Scanned with CamScanner

اسی کو اقبال نے اپنی نظم کے آخری مصرع میں اس طرح بیان کیا
ہے کہ ہمارا فلسفہ اسی سمت آتا ہے ۔ فرماتے ہیں جب خودی
اندر لایع عشق رسولؐ مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے تو گویا انسان تقدیر پر حکمران
ہو جاتا ہے ۔ فرماتے ہیں

ہے راکب تقدیر جہاں تیری رضا دیکھ

ان میں تقدیر اور رضا دو لفظ قابل غور ہیں ۔ شاعر کا فلسفہ انہیں
دو لفظوں میں مضمر ہے یعنی عشق رسول کی بدولت مومن کی مرضی کائنات
کی تقدیر پر حکمران ہو جاتی ہے

Scanned with CamScanner